بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اور نہ ہوجاناتم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جوان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

''11 جنوری 2013 بمطابق ۲۸ صفر ۱۴۳۴ ہجری''

عنوان

معاشرتی اصول قرآن وسنت کی روشنی میں

زیر اہتمام
شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد الرحمٰن، نئ آبادی اٹاری سروبہ، لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ، کسی مسلک، کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کے لیے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذہ ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نورِ قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری کوتاہی ہے۔ اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کے لیے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زیر نگرانی:
محترم جاوید اختر جوہری صاحب
صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد الرحمٰن

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.johritrust.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّكُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡهُمۡ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّكُنَّ خَیۡرًا مِّنۡهُنَّ ۚ وَ لَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَ لَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَ مَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۱۱﴾ (سورۃ الحجرات:۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہی انسان کے خالق ومالک ہیں اللہ رب العزت نے انسان کو دنیا میں بھیجنے کے بعد اس کو زندگی گزارنے کے سلیقے اور اصول سمجھائے۔ اب انسان کے ذمے یہ ہے کہ وہ اپنے خالق کے بتائے ہوئے ان اصولوں کے مطابق زندگی گزارے جو اسکو قرآن وسنت کے ذریعے عطا کیے گئے اب جب تک انسان اپنے خالق کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گزارے گا اسوقت تک اس کی زندگی اجتماعی وانفرادی طور پر اطمینان وسکون والی ہوگی اور جب ان اصولوں سے روگردانی کریگا تو اسوقت اس کی زندگی میں اجتماعی وانفرادی طور پر فساد اور بےسکونی پیدا ہوگی۔

کیونکہ اس انسانیت کے اندر وہی اصول آرام وسکون لاسکتے ہیں جو خالق انسانیت کے عطا کردہ ہیں اگر انسان ان اصولوں کے علاوہ اپنی زندگی کو خودساختہ اصولوں کے مطابق ڈھالے گا تو لامحالہ معاشرے میں فساد پیدا ہوگا اللہ رب العزت اسلامی معاشرے کو صحت مند بنیادوں پر استوار کرکے ترقی اور خوش حالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے ان تمام باتوں سے سختی کے ساتھ روک دیا جو دلوں میں نفرت، حقارت، حسد اور عداوت کی تخم ریزی کرتی ہیں ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارنا ایک دوسرے کی عیب جوئی اور نکتہ چینی وغیرہ یہ سب ایسی باتیں ہیں جن سے دل ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں رشتے ٹوٹ جاتے ہیں محبتیں نفرتوں میں بدل جاتی ہیں خون سفید ہوجاتے ہیں معاشرہ نفرت وحقارت کی دلدل بن جاتا ہے اس لئے اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ ان چیزوں سے دور رہیں۔

یہ آیات جو آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں ان میں اللہ رب العزت نے معاشرتی زندگی گزارنے چند اصول بیان فرمائے ہیں۔

پہلا اصول

ایک دوسرے کا مذاق اڑانا گناہ کی بات ہے:

ایک دوسرے کا مذاق اڑانا اور تمسخر کرنا قرآن مجید میں اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں حکم یہ دیا گیا ہے کہ اے ایمان والو ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ مذاق اسی کا اڑایا جاتا ہے جس کی عزت اور احترام دل میں نہ ہو جب آپ کسی کا مذاق اڑاتے ہیں تو اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اس شخص کی میرے دل میں کوئی عزت نہیں جب آپ اس کی عزت نہیں کرتے تو اسے کیا پڑی ہے کہ وہ آپ کا عزت واحترام کرے جب دلوں سے ایک دوسرے کے لئے عزت اور احترام کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے تو انسان عداوت ودشمنی کی گہری کھڈ کی طرف لڑھکتا چلا جاتا ہے کوئی رکاوٹ ایسی نہیں رہتی جو اسے اپنے انجام سے دوچار ہونے سے روک سکے۔

استہزاء کی صورتیں ہوسکتی ہیں۔

زبان سے مذاق کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نقلیں اتار کر اس کا منہ چڑانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے لباس اسکے رفتار وگفتار پر ہنسنا یہ تمام امور سخت ممنوع اور گناہ ہیں کسی کا مذاق اڑانا اس سے تکبّر پیدا ہوتا ہے کیونکہ مذاق بنانے والا یہ سمجھتا ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں جیسا یہ ہے۔

یوں تو شریعت کے سارے احکام عموماً مرد وزن سب کے لئے ہوتے ہیں اور بطور تغلیب صیغہ مذکّر کا ہی استعمال کیا ہوتا ہے لیکن جو خرابی عورتوں اور مردوں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہو یا نسبتاً عورتوں میں زیادہ ہو اس کو روکنے کے لئے عورتوں کو الگ مخاطب کیا جاتا ہے۔ یہاں پر مرد وزن دونوں کو اس نازیبا حرکت سے باز رہنے کا الگ الگ حکم دیا اور اس کی وجہ بھی بتادی کہ جن کو تم حقیر سمجھتے ہو اور ان کا مذاق اڑاتے ہو ممکن ہے بارگاہ الٰہی میں ان کی شان تم سے کہیں زیادہ بلند ہو۔

دوسرا اہم اصول:

''لا تلمزوا انفسکم''

ترجمہ: اور تم عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے پر۔

''اللمز'' کہتے ہیں۔''العیب فی الوجہ والاصل الاشارۃ بالعین والرأس والشفۃ مع کلام خفی''۔

کسی کے منہ پر اس کی عیب جوئی کرنے کو اللمز کہتے ہیں۔ اصل میں آنکھ، سر کے اشارے یا زیر لب آہستہ سے کسی کی عیب چینی کرنا۔

کسی طرح بھی تمہیں یہ اجازت نہیں کہ تم اپنے بھائی کے عیب گنواؤ اور اس کی خامیوں اور کمزوریوں کو اچھالتے رہو۔ ہر آدمی میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اسکا عیب ظاہر ہو اگر کوئی شخص اسکی خامیوں کا برملا اظہار کرتا ہے اور اس کے عیوب کی کھوج میں لگا رہتا ہے۔ تو اس کے اپنے عیوب کا فاش ہونا بھی کچھ بعید نہیں ہے۔

قرآن مجید کا اسلوب بیان دیکھیں یہ نہیں فرمایا کہ تم ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کیا کرو بلکہ یوں فرمایا تم اپنی عیب چینی نہ کیا کرو۔ مقصد یہ کہ جب تم کسی کی پردہ دری کرو گے تو وہ تمہارے عیوب ونقائص بیان کریگا تم اس کی عیب جوئی نہ کرتے تو وہ تمہارے عیوب لوگوں کو نہ بتاتا۔ اب تم کو جو خجالت ہو رہی ہے یہ دراصل تمہارے کرتوتوں کا ثمرہ ہے اگر اپنی عزت محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کسی کی عزت پر ہاتھ مت ڈالو۔

تیسرا اہم اصول:

''لا تنابزوا باالقاب''

ترجمہ: اور بُرے القاب سے کسی کو مت بلاؤ۔

کسی کو ایسے نام سے پکارنا جسکو ناپسند کرتا ہے یا اس نام میں اس کی مزّمت ہے کسی اندھے کو اندھا کہنا اور ایک آنکھ والے کو کانا کہنا بھی جائز نہیں ہے ہمیشہ ایسے اسماء اور القاب سے ایک دوسرے کو بلاؤ جس سے سننے والا خوش ہوتا ہو۔

چوتھا اہم اصول

''یاَیھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ،اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو''۔ ساتھ یہ بھی فرمادیا ''انّ بعض الظن اثم''بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے بدگمانی بہت سے گناہوں کا پیش خیمہ ہوتی ہے بہت سے لوگوں میں وہ بات ہوتی ہی نہیں جسے اٹکل اور گمان سے طے کرلیا جاتا ہے اور پھر گمان کے مطابق تہمتیں اور غیبتیں کرتے ہیں بدگمانی کی بنیاد پر جو باتیں کہی جاتی ہیں وہ آگے بڑھتی ہیں اس سے آپس میں فتنہ فساد پیدا ہوتا ہے حالانکہ گمان ایک اپنا ذاتی خیال ہوتا ہے خیال کا صحیح ہونا ضروری نہیں اسی لئے سورہ النجم میں فرمایا''انّ الظنّ لا یغنی من الحقّ شیئاً''گمان حق کے بارے میں کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ مومنین سے اچھا گمان رکھنا چاہیے اور بدگمانی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

یاد رہے اگر کسی شخص سے کچھ نقصان کا اندیشہ ہو تو اس سے میل جول میں احتیاط کرے کرنا اور اس کے شر سے بچنے کے لئے یہ خیال کرنا کہ ممکن ہے کہ یہ مجھے تکلیف پہنچا دے یہ اس گمان میں نہیں آتا جو گناہ ہوتے ہیں اپنی احتیاط کرلے غیبت نہ کرے اور گمان کو یقین کا درجہ نہ دے۔

آیت کریمہ میں یہ فرمایا کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اس معلوم ہوتا ہے کہ بعض گمان گناہ نہیں ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھا گمان رکھے کہ وہ بخش دے گا معاف فرمادے گا اور ساتھ ہی گناہوں سے پرہیز بھی کرتا رہے نیز مسلمانوں کے ساتھ خاص کر جو مومنین صالحین ہوں اچھا گمان رکھے۔

پانچواں اہم اصول

''ولا تجسّسوا'' اورتم تجسس نہ کرو' یعنی لوگوں کے عیوب کا سراغ نہ لگاؤ اوراس تلاش میں نہ رہو کہ فلاں شخص میں کیا عیب ہے اورتنہائی میں کیا عمل کرتا ہے یہ تجسّس کا مرض بھی بہت برا ہے بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں حالانکہ اس کا وبال بہت بڑا ہے دنیا اورآخرت میں اس کی سزا مل جاتی ہے اورتجسس کرنے والا ذلیل ہوکررہ جاتا ہے بہت سی مرتبہ تجسس میں بدگمانی کو استعمال کرنا پڑتا ہے جس کی ممانعت ابھی معلوم ہوئی، مومن کا کام یہ ہے کہ اگر اپنے مسلمان بھائی کا کوئی عیب دیکھے تو اسے چھپائے نہ یہ کہ کسی کے عیب کے پیچھے پڑے اورٹوہ لگائے۔یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ جس طرح سے کسی کے عیب یا گناہ یا بدحالی کا پتہ چلایا جائے یہ سب تجسس میں داخل ہے اسی طرح چھپ کر باتیں سننا یا اپنے آپ سوتا ہوا ظاہر کر کے کسی کی باتیں معلوم کرنا بھی تجسس ہے اورممنوع ہے۔

چھٹا اہم اصول:

''ولا یغتب بعضکم بعضاً'' کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو' مزید فرمایا'' ایحبّ احد کم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ'' ''کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سواس کو تم ناگوار سمجھتے ہو' یعنی غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے جیسے تمہیں مردہ بھائی کا گوشت کھانا گوارا نہیں اسی طرح غیبت کرنا بھی ناگوار ہونا لازم ہے، بات یہ ہے کہ غیبت بری بلا ہے نمازی اورتقویٰ کے دعویدار اوراپنی بزرگی کا گمان رکھنے والے تک اس میں مبتلا ہوتے ہیں دنیا میں کچھ محسوس نہیں ہوتا قیامت کے دن جب اتنی چھوٹی سی زبان کی کھیتیاں کاٹنی پڑیں گی اس وقت احساس ہوگا کہ ہائے ہم نے کیا کیا لیکن اس وقت کا پچھتانا کچھ کام نہ دے گا۔

غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' ذکرک اخاك بما یکرہ'' کہ تمہارا اپنے بھائی کو اس طرح یاد کرنا کہ اسے برا لگے یہ غیبت ہے اب اس معلوم ہوا کہ کسی واقعی عیب یا گناہ کو بیان کرنا ہی غیبت ہے اگر کوئی جھوٹی بات کسی کے ذمے لگادی وہ تو تہمت ہے اوراس میں تو دو گناہ ہیں

آخری گزارش

اب ہم نے خود اپنا احتساب کرنا ہوگا کہ ہم ان معاشرتی اصولوں پر کتنا عمل پیرا ہورہے ہیں اورکتنا ان کو چھوڑ رہے ہیں اگر ہم انفرادی طوراس پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو معاشرہ بھی ہمیں تبدیل ہوتا ہوا نظر آئے گا کیونکہ فرد سے مل کر معاشرہ بنتا ہے۔اور یہ اصول خالق کی طرف سے دائمی اورابدی ہیں ان میں ہی معاشرے کی ترقی پوشیدہ ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اہم اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے
اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے
اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے
اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے
اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونکا جائے گا
اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا
اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائے گے
اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما
اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

فانصر علی القوم الکافرین
فانصر علی القوم الظالمین
فانصر علی القوم المشرکین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسداں بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں۔ پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے۔ آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ